افسوس! حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا ربوہ میں رحلت فرما گئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بھاری دل اور حزین جذبات کے ساتھ احباب جماعت تک یہ افسوس ناک خبر پہنچائی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبشر اولاد میں سے آخری نشانی سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع کی پھوپھی جان حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مورخہ ۸ رمضان المبارک مطابق ۶ مئی ۱۹۸۷ء کو ربوہ میں وفات پا گئیں اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نوراللہ مرقدھا واعلیٰ اللہ درجاتہا فی جنت النعیم۔

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا وجود خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان تھا۔ کیونکہ آپ کی ولادت سے پہلے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بچی کی ولادت کی بشارت "دخت کرام" کے مبارک الفاظ میں دے دی تھی۔ چنانچہ سیدہ ممدوحہ کی ولادت کے بعد جو ۲۵ جون ۱۹۰۴ء کو ہوئی، حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۱۹ پر اس الہام کے پورا ہونے کا ذکر چالیسویں نشان میں فرما دیا تھا۔

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب عطا فرمایا یعنی خدا کا پہلوان تمام نبیوں کے حلوں میں، اسی طرح آپ کے ایک صاحبزادے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسبت قمر الانبیاء کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ یعنی نبیوں کا چاند۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کی اس دختر نیک اختر کو اللہ تعالیٰ نے "دخت کرام" کے بابرکت خطاب سے نوازا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تمام انبیاء کی صفات و کمالات کا مظہر بنایا وہاں آپ کی اولاد کو بھی اس خیر کثیر سے حصہ عطا فرمایا ہے وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی بھی خدائی منشاء کے مطابق ہوئی کیونکہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیا میں آپ کے رشتے کی بابت نشان دہی فرما دی تھی۔ چنانچہ اسی نشاندہی کے مطابق حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۲۲ فروری ۱۹۱۷ء کو حضرت سیدہ ممدوحہ کی شادی حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کے رضی اللہ عنہ آف مالیر کوٹلہ کے ساتھ عمل میں آئی۔

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ اس بابرکت رشتے پر آخر دم تک فخر کرتے رہے اور اپنے آپ کو بہت خوش قسمت خیال فرماتے تھے چنانچہ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا تھا "میں اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published under the supervision of Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, Amir & Missionary Incharge, USA, for the **Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**, 2141 Leroy Place, N.W., Washington, DC, 20008 [Ph: (202) 232-3737]
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Athens, OH 45701

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P.O. BOX 338
ATHENS, OHIO 45701

-19684

کی دو بیٹیوں کا خادم سمجھتا ہوں ...... جن میں سے اللہ تعالےٰ نے ایک کو میرے والد اور ایک کو میرے سپرد کیا ہے۔" (اصحاب احمد جلد دوازدہم صفحہ ۹۸)

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو بفضلہٖ تعالےٰ بعض اہم اور تاریخی نوعیت کی سعادتوں کا شرف حاصل ہوا چنانچہ

٭ لوائے احمدیت کے لئے جن صحابیات کو سوت کاتنے کا شرف حاصل ہوا اُن میں آپؓ بھی شامل تھیں۔ (بحوالہ تاریخ لجنہ)

٭ سوئٹزرلینڈ میں مسجد زیورک کا سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت پائی۔

٭ ۱۹۲۲ء میں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب وقف جائداد کی تحریک فرمائی تو حضرت سیدہ ممدوحہ نے ۲۲ گھماؤں زمین وقف کر دی (تاریخ لجنہ)

٭ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام الٰہی الیس اللہ بکاف عبدہ کی جو یادگار انگوٹھی بنوائی تھی، خلافت رابعہ کے انتخاب کے بعد اس بابرکت انگوٹھی کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ کی انگلی میں پہنانے کی سعادت آپؓ ہی کو حاصل ہوئی۔

حضرت سیدہ ممدوحہ کے بفضلہٖ تعالےٰ تین صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں ہیں اور آگے ان کی چالیس کے قریب اولاد ہے اور پھر ان کی بھی آگے اولاد ہے جو سب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مقبول دعا کو کہ

"بارگ و بار ہو دیں اک سے ہزار ہو دیں"

کا زندہ ثبوت ہے۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہٖ

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تقریباً ۸۳ سال کی عمر پائی ہے اس عرصہ میں آپ نے جہاں پانچ سال تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسمانی و روحانی فیوض سے اور پھر آپ کے بعد ایک لمبے عرصے تک حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کی آغوشِ تربیت سے متمتع رہیں وہاں چار خلفائے کرام کے عہدہائے درخشندہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ آپ کو جہاں مامورِ زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی دخترِ نیک اختر ہونے کا شرف حاصل تھا وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی ہمشیرہ اور بعد میں آنے والے دونوں خلفائے کرام یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالےٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی پھوپھی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحت بوجہ پیرانہ سالی اور کچھ دیگر عوارض کے سبب کافی کمزور عرصہ سے کمزور چلی آ رہی تھی اور اب پچھلے چند ماہ سے زیادہ ضعف محسوس فرما رہی تھیں کہ آج اچانک یہ افسوسناک اطلاع ملی کہ یہ صابر و شاکر اور عبادت گزار اور جماعت کے لئے بے حد دعائیں کرنے والے پیارے وجود کا بابرکت سایہ ہمارے سروں سے اٹھ چکا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنی یہ پاک امانت جو اپنوں کے لئے تو باعث رحمت و برکت تھی ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ غیروں کے لئے بھی تعویذ کا رنگ رکھتی تھی، واپس لے لی ہے۔ واللہ خیر حافظاً (ہفت روزہ بدر قادیان ۷ مئی ۱۹۸۷ء)

واشنگٹن میں آپ کی وفات کی اطلاع ۵ مئی کو ہوئی امریکہ کے وقت کے مطابق صبح آٹھ بجے مل گئی تھی۔ چنانچہ فوری طور پر تمام جماعتوں کو اطلاع دی گئی اور انہیں نماز جنازہ غائب ادا کرنے کی تاکید کی گئی چنانچہ اور مقامات کے علاوہ واشنگٹن، نیویارک، شکاگو اور لاس اینجلز میں کثیر تعداد احباب نے نماز جنازہ غائب ادا کی۔
ایک پریس ریلیز تیار کیا گیا اور مختلف اخبارات و رسائل اور ریڈیو ٹی وی سٹیشن کو ارسال کیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں تعزیتی تار ارسال کئے گئے۔ نیز ربوہ میں بھی تعزیتی تار دیئے گئے۔ امریکہ سے جنوبی افریقہ کے ممالک سرینام اور ترینی ڈاڈ کو بھی فوری طور پر بذریعہ فون اطلاع کر دی گئی۔

مسجد احمدیہ پورٹ لینڈ اریگن کا سنگِ بنیاد

مسجد احمدیہ پورٹ لینڈ کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب ۹ مئی بروز ہفتہ ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو عزیزم داؤد احمد نے کی۔ تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب نے سنایا جس کے بعد ڈاکٹر محمد طاہر صاحب صدر جماعت احمدیہ پورٹ لینڈ نے اس بابرکت تقریب میں شامل ہونے والوں اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اور اپنی تقریر میں مزید کہا کہ مغرب نے سائنس کی اور علم کے میدان میں ترقی کی صورت میں جو احسان پیدا کیا دنیا پر کیا ہے یہ مسجد اس قرض کو واپس اتارنے کی ایک کوشش ہے۔ آپ کے بعد محترم شیخ مبارک احمد صاحب امیر و مبلغ انچارج، جو کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق خصوصی طور پر اس تقریب میں شرکت کے لئے واشنگٹن سے تشریف لائے تھے نے ایک مختصر تقریر فرمائی جس میں آپ نے مسجد کی اہمیت، مسجد اور دیگر مذاہب اور فرقوں کی عبادت گاہوں کے تقدس اور حفاظت کے بارے میں اسلامی تعلیم پر روشنی ڈالی۔ محترم شیخ صاحب کی تقریر کے بعد مکرم ظفر احمد صاحب سرور مبلغ شکاگو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

نظم کے بعد مسجد کی بنیاد میں اینٹیں رکھی گئیں۔ سب سے پہلے محترم شیخ صاحب نے وہ اینٹ رکھی جو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے خصوصی طور پر اس موقع کے لئے دعا کر کے بھجوائی تھی۔ شیخ صاحب نے دو اور اینٹیں بالترتیب امریکہ میں بسنے والے احمدیوں اور عالم انسانیت کی طرف سے رکھیں۔ شیخ صاحب کے بعد ڈاکٹر محمد طاہر صاحب صدر جماعت احمدیہ پورٹ لینڈ، ڈاکٹر آفتاب احمد صدر مسجد کمیٹی، ڈاکٹر مسعود احمد صدر جماعت احمدیہ سیکرامنٹو، میاں محمد مسعود آرکیٹیکٹ، بشارت الرحمٰن ظفر، چوہدری منیر احمد مبلغ ویسٹ کوسٹ، ظفر احمد سرور مبلغ شکاگو اور محمد لقمان نے ایک ایک اینٹ مسجد کی بنیاد میں نصب

باقی بر صفحہ ۸

احباب جماعت امریکہ کے نام حضور ایدہ اللہ کا پیغامِ عید

پیارے احمدی بھائیو، بہنو اور بچو !

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ !

اللہ تعالیٰ آپ سب کو یہ عید سعید ہر لحاظ سے مبارک کرے اور اس مقدس دن کے ساتھ خدا تعالیٰ کے نزدیک جو بھی خوشیاں وابستہ ہیں وہ سب آپ کو نصیب ہوں، دنیاوی لحاظ سے بھی آپ پھولیں اور پھلیں اور دینی لحاظ سے بھی آپ پھولیں اور پھلیں اور اسلام کا نور سب دنیا میں پھیلائیں تاکہ وہ ہمیشہ رہنے والی عید بھی جلد نصیب ہو جو فتح اسلام کی عید ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

اس عید کے موقعہ پر جو پیغام میں نے احباب جماعت پاکستان اور بنگلادیش کو بھجوایا ہے وہ آپ کو بھی بھجوا رہا ہوں۔ اس پیغام عید میں آپ بھی شریک ہیں

پیارے برادرم مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب !　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مہربانی فرما کر جملہ جماعتوں تک میرا یہ عید کا پیغام پہنچا دیں:۔

"اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کے جرم میں دردناک مظالم کی چکّی میں پیسے جانے والے احمدی بھائیوں، بہنوں اور بچوں کو محبت بھرا اسلام اور عید مبارک۔

اُن کو بھی جو راہِ مولا میں شہید ہوئے اور عند اللہ زندہ ہیں اور ان کو بھی جو ان کی پیار بھری یادیں لئے جی رہے ہیں۔ ان کو بھی جو راہِ مولا پر قدم مارنے کے جرم میں پابند سلاسل ہیں اور ان کو بھی جو بظاہر آزاد ہیں لیکن آزادی کے عزیز ترین بنیادی حقوق سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ ان کو بھی جو جورو ستم کا براہ راست نشانہ بنے اور ان کو بھی جن کی زندگی اپنے مظلوم بھائیوں کی یاد میں ایک دردِ پیہم بن گئی ہے ان کو بھی میرا محبت بھرا اسلام اور عید مبارک کا تحفہ پہنچے مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ یعنی جنہوں نے اپنے خدا سے باندھے ہوئے پیمان وفا کو سچا ثابت کر دکھایا ہے اور ان کو بھی مَنْ یَّنْتَظِرُ یعنی وہ جو ابھی انتظار میں ہیں۔

اے مہجور اور صبر و رضا کے مجسمو ! اے ثبات قدم دکھانے والو جو وفا کے پیکر ہو، یہ عید تمہاری عید ہے، ہر آن تمہیں فرشتوں کی حفاظت کا پہرہ میسر ہو، ہر لحہ اور ہر قدم رحمتِ باری کا سایہ تمہارے سروں پر چھایا رہے۔ آسمان سے اللہ کی رضا کا مائدہ لامتناہی انعام لے کر تم پر نازل ہو جو تمہارے لئے بھی عید ہو اور آخرین کے لئے بھی۔ یقین رکھو کہ یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائیں گے رشکِ چمن اِک دن۔ تم میرے یار کو آنے دو۔

خدا حافظ و ناصر۔

والسلام خاکسار مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع
۲۵ مئی ۱۹۸۷ء

جو بندہ خدا پر توکّل کرے
وہ محبوب اُس کا وہ اُس کا محب

کفیل آپ ہوتا ہے اس کا خدا
ویرزقہ من حیث لایحتسب

(عبد المنان ناہید)

(ایچ۔آر۔ساحر۔ملواکی۔یو ایس)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ ربوہ اور پاکستان کے باسیوں سے جدا ہوئے تین سال کا طویل و صبر آزما عرصہ گزر چکا ہے
اس فراق سے جذبات میں جو تلاطم ہے وہ مندرجہ ذیل نظم سے ظاہر ہو رہا ہے۔

سُنا ہے ہم نے کہ آئی ہے پھر بہار کی عید
ملن کی جوت جگائے ہوئے قرار کی عید
ہے جن کی عید، مبارک انہیں پیار کی عید
مگر ہے اپنے لئے اب بھی انتظار کی عید

یہ اور بات ــــ شبِ ہجر کی ہے عمر دراز
یہ اور بات ــــ کہ حائل ہے فاصلوں کی خلیج
مگر ہیں اہلِ وفا اب بھی تیرے اہلِ نیاز

بصد خلوص، بصد احترام کہتے ہیں!
اے کاروانِ محبت کی آخری منزل
ترے غریب مسافر سلام کہتے ہیں

غمِ فراق کے ماروں کی عید ــــ کیا معنی؟
جو تُو نہیں تو کسے راس کاروبارِ حیات
نہ ہو قمر تو ستاروں کی عید کیا معنی؟

سُنے تو کون سُنے غم کی داستاں ہم سے
کہیں تو کس سے کہیں شرحِ آرزو اپنی؟
خفا زمیں ہے تو نامہرباں زماں ہم سے

یہ آرزو ہے فقط تیری دید ہو ــــ جاناں!
زہے نصیب ــــ کہ پھر اپنی عید ہو جاناں!

بقیہ صفحہ ۲ -

کی۔ آخر میں عزیزم داؤد احمد صاحب ابن محمد لقمان، عزیزہ شازیہ بنت بشارت الرحمٰن طفر اور عزیزہ عائشہ بنت ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی۔

اینٹیں رکھے جانے کے بعد شیخ صاحب نے اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد تمام حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی جس کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ SEATTLE کے کئی احباب اور بہت سے مقامی غیر احمدی دوستوں نے بھی شرکت کی۔ اس تقریب کی خبر مقامی ٹی وی پر شام اور رات کی خبروں میں نمایاں طور پر دکھائی گئی۔ خبروں میں بتایا گیا کہ امریکہ میں مذہبی آزادی کی تلاش میں آنے والوں کا سلسلہ جو تین سو سال قبل شروع ہوا تھا وہ آج بھی جاری ہے جس کی مثال اس مسجد کا سنگِ بنیاد ہے۔

یہ مسجد دو منزلہ ہے جس میں دو ہال ہوں گے جن کا کل رقبہ ۲۴۰۰ مربع فٹ ہوگا۔ اس کی تعمیر کا کل خرچ چونکہ قریباً دو لاکھ ڈالر کے لگ بھگ ہوگا مقامی جماعت ادا کرے گی۔ انشاء اللہ امید ہے کہ مسجد تین چار ماہ میں مکمل ہو جائے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جو کہ اوریگن میں پہلی مسجد ہے کو بابرکت بنائے اور اس علاقے میں نفوذ اسلام کے پھیلانے کا باعث بنے اور تمام افراد جو اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں ان کی قربانی کو قبول فرمائے آمین

منجانب محمد لقمان۔

مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ
بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ (حدیث نبوی)

حسنِ محمدؐ کو دیکھو، اسکے عاشق ہو جاؤ اور اسکی عاشقانہ اطاعت کرو

نئی صدی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آئندہ دو سال میں پیدا ہونیوالے بچوں کو خدا تعالیٰ کیلئے وقف کر دیں

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ 3 اپریل ۱۹۸۷ء مسجد فضل لندن

محبت الٰہی اور اتباعِ نبویؐ میں منطقی جوڑ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر 24 کی تلاوت فرمائی جو مع ترجمہ درج ذیل ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

تو (مومنوں سے) کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ دادے اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دوسرے) رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارتیں جن کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکان جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے کی نسبت زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنے فیصلہ کو ظاہر کر دے اور اللہ اطاعت سے نکلنے والی قوم کو کبھی (کامیابی کا) راستہ نہیں دکھاتا۔

اس کے بعد فرمایا کہ گذشتہ خطبہ میں میں نے آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کے مضمون کے کچھ حصے پر روشنی ڈالی تھی لیکن آج ایک دوسری آیت کی روشنی میں اسی مضمون کے کچھ اور حصوں پر روشنی ڈالوں گا۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ کی محبت کے دعویٰ کے نتیجہ میں آنحضرتؐ کی اتباع اور پیروی کا حکم ملتا ہے تو سوال یہ ہے کہ اسمیں کیا منطقی جوڑ ہے اور پھر یہ پیروی کس طرح ہو سکتی ہے۔ کس رنگ میں پیروی کی تاکید فرمائی گئی ہے اور کیا محبت حکماً بھی ہوتی ہے۔ فرمایا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مجھ سے تمہیں محبت ہے تو میں بھی اپنی محبت کا اظہار تم سے کرتا ہوں اور اپنی محبت کا ظاہری عکس انسانوں میں بھی بتاتا ہوں۔ جس طرح تم کائنات کا حسن مشاہدہ کرتے ہو اور عاشق ہوتے چلے جاتے ہو اس طرح میں ایک ایسی ہستی تمہیں بتاتا ہوں جو میرے عشق کی وجہ سے سنوری ہے۔ میری محبت کے نتیجہ میں اسمیں حسن پیدا ہوا ہے اس کو دیکھو اور اس پر عاشق ہو جاؤ اور اسکی عاشقانہ اطاعت کرو۔

یہ مضمون ہے جو اس آیت میں مخفی ہے اور دوسری آیات میں اس کا کھلا کھلا اظہار فرما دیا ہے۔ پس جواب یہ دیا کہ تمہیں مجھ سے حقیقی محبت کی خواہش تو ہے لیکن کوئی ایسا عاشق صادق تمہیں معلوم نہیں جس کے ساتھ میں نے بھی محبت کی ہو۔ اسلئے اگر تم اسکے پیچھے چلو جس سے میں نے محبت کی ہے تو لازمی قطعی طور پر میں تم سے بھی محبت کرنے لگوں گا۔ پس خدا سے محبت کیلئے آنحضرتؐ کی محبت لازم ہے ورنہ اس کے بغیر تمہارا خدا سے پیار جھوٹا ثابت ہو گا اور تم فاسق ہو جاؤ گے اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی اطاعت میں بسر ہوا جس میں کوئی نقص نہ تھا اور جو عمل خدا کی رضا سے باہر ہو وہ فسق ہے۔

آنحضرتؐ سے محبت کسی جبر کی وجہ سے نہیں

اس مضمون کو مزید بڑھاتے ہوئے فرمایا آنحضرتؐ سے محبت کسی حکم اور جبر کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلئے ہے کہ وہ محبت کے لائق ہیں اور خدا تعالیٰ نے نشاندہی فرما دی کہ اس سے بڑھ کر تمہیں کیا دلیل چاہیئے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ اگر انسان زیادہ حسین ہو تو کم حسین سے محبت کے کم امکانات ہوتے ہیں۔ جتنا زیادہ کوئی حسین ہوتا ہے اسی قدر زیادہ اس کا معیار حسن بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پس آنحضرتؐ کے حسن کی سب سے بڑی دلیل اس آیت میں رکھ دی گئی ہے کہ اتنا حسین ہے کہ میں اسے محبت کر رہا ہوں اور اتنی محبت کرتا ہوں کہ اگر تم اسکی پیروی کرو گے تو میں تم سے بھی محبت کرنے لگ جاؤں گا۔

عشقِ محمدؐ کے تذکروں کے ساتھ نئی صدی میں داخل ہونیکی ہدایت

پس آنحضرتؐ میں ذاتی حسن ہے اور اس حسن کا بیان اور تذکرہ ہونا چاہیئے اسکی مجالس ہونی چاہیئیں اور بڑوں اور چھوٹوں کو اس حسن سے ذاتی واقفیت ہونی چاہیئے۔ اسی لیے میں نے گزشتہ سال یہ تحریک کی تھی کہ جوں جوں ہم غلبۂ اسلام کی صدی کے قریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں سیرت کے مضمون پر جلسوں کی کثرت ہونی چاہیئے تاکہ اس صدی میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے عاشقوں کا ایک قافلہ داخل ہو جو محض اسلام کے غالب آنے کے بڑے بڑے نعرے بلند کرتے ہوئے خالی دل لوگ نہ ہوں بلکہ ایسے جن کے دل عشقِ الٰہی اور عشقِ محمد مصطفیٰؐ سے بھرے ہوئے ہوں جن کے خون میں یہ عشق جاری ہو چکے ہوں اس زادِ راہ کے بغیر آپ اگلی صدی کی نسلوں کی زندگی میں کوئی عظیم الشان تبدیلی پیدا نہیں کر سکیں گے۔ پس قبل اس کے کہ ہم اس صدی میں داخل ہوں ہمیں چاہیئے کہ ہم اس حسنِ کامل سے مزین ہونیکی کوشش شروع کر دیں

اتباعِ نبویؐ کے ذریعے ملنے والے عظیم انعامات

حضور نے آنحضرتؐ کی پیروی کا دوسرا پہلو یہ بیان فرمایا کہ خداتعالیٰ نے خود آنحضرتؐ کو اپنی پیروی سکھائی ہے اور اس پر اپنے رنگ چڑھائے ہیں اور اپنے حسن کو ہماری دسترس میں پہنچا دیا۔ پس چونکہ خدا کا پیار اس سے سیکھا جاتا ہے جسے خدا نے اپنا پیار سکھایا ہو اسلیئے آنحضرتؐ کی پیروی ضروری ہے۔

حضور نے آنحضرتؐ کی پیروی سے جو انعامات ملتے ہیں انہیں قرآن کریم کی روشنی میں بیان فرمایا کہ آپؐ کی کامل پیروی سے صالحیت، شہادت، صدیقیت اور ظلّی نبوت کے انعامات ملتے ہیں۔

نئی صدی کیلئے وقفِ زندگی کی عظیم الشان تحریک

حضورِ انور نے آج کے خطبہ میں وقفِ زندگی کی عظیم الشان تحریک کا اعلان کیا جس کا محبت کے مضمون سے تعلق ہے اور فرمایا:

"محبت کے نتیجے میں انسان تحائف پیش کرتا ہے اور قرآن کریم نے ہر چیز جو خدا کی راہ میں پیش کی جاتی ہے اس کے ساتھ محبت کی شرط لگا دی ہے بلکہ نیکی کی تعریف میں محبت کے تحفے کو بطور شرط کے داخل فرما دیا۔ فرمایا لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کہ تم نیکی کی گرد کو بھی نہیں پا سکتے۔ اگر یہ راز نہ جان لو کہ خدا کے رستے میں وہ خرچ کرو جس سے تمہیں محبت ہے۔ اپنی محبوب چیزوں کو خدا کی راہ میں پیش کرنا سیکھو پھر تم یہ کہہ سکتے ہو کہ ہاں ہم نے نیکی کا مفہوم سمجھ لیا ہے۔ ۔ ۔"

فرمایا۔ انبیاء کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنا سب کچھ دینے کی خاطر اپنی اولادیں بھی پیش کرتے ہیں اور بعض دفعہ ابھی اولاد پیدا بھی نہیں ہوتی تو وہ پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ ابرار کی بھی یہ سنت ہے، انبیاء کے علاوہ جیسے حضرت مریم کی والدہ نے یہ التجاء کی تھی:

رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم۔

کہ اے میرے رب جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے میں تیرے لیے پیش کر رہی ہوں ۔ ۔ ۔ مجھ سے قبول فرما۔ تو بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے ۔ یہ دعا خداتعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں آئندہ نسلوں کیلئے محفوظ کر لیا گیا اور پھر حضرت ابراہیمؑ کی دعا اپنی اولاد کے متعلق اور دوسرے انبیاءؑ کی دعائیں اپنی اولاد کے متعلق یہ ساری دعائیں ہی قرآن کریم نے محفوظ فرمائیں۔ بعض جگہ آپ کو ظاہر طور پر وقف کا مضمون نظر نہیں آئیگا جیسا کہ یہاں آیا ہے۔ "محررا" کہ اے خدا میں تیری راہ میں اس بچے کو وقف کرتی ہوں۔ لیکن بسا اوقات آپ کو یہ دعا نظر آئیگی کہ اے خدا جو نعمت تو نے مجھے دی ہے وہ میری اولاد کو بھی دے اور ان میں بھی انعام جاری فرما۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی ان الفاظ میں دعا کی لیکن حقیقت میں اگر آپ غور کریں تو جو انعام مانگا جا رہا ہے وہ وقفِ کامل ہے۔ کامل وقف کے سوا نبوت نہیں مل سکتی اور سب سے زیادہ بنی نوع انسان سے آزاد اپنی محرر اور خدا کی غلامی میں جکڑا جانیوالا نبی ہوتا ہے تو اس واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص یہ دعا کرتا ہے کہ میری اولاد میں نبوت کو جاری فرما تو اس دعا کا حقیقی معنی یہ ہے کہ میری اولاد کو ہمیشہ میری طرح غلام در غلام در غلام بناتا چلا جا۔ اپنی محبت میں اور اپنی اطاعت میں جکڑتا چلا جا اور اتنا کامل طور پر جکڑے کہ کوئی بھی آزادی کا پہلو نہ رہے تو "محررا" کے مقابل پر دنیا سے آزاد کر کے میں تیرے سپرد کرتی ہوں۔ یہ مضمون اور بھی زیادہ بالا ہے وقف کا کہ میری اولاد کو تو اپنی غلامی میں جکڑے اور کوئی پہلو بھی ان کا آزاد نہ رہنے دے۔ بہرحال یہ بھی ایک پہلو ہے کہ جو کچھ ہے وہ تو خدا کی راہ میں دے دیا لیکن جو ابھی ہاتھ میں نہیں آیا وہ بھی پیش کرنے کی تمنا رکھتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی چلہ کشی کی۔ اس مضمون میں چالیس دن یہ گریہ وزاری کرتے رہے دن رات کہ اے خدا مجھے اولاد دے اور وہ دے جو تیری غلام ہو جائے گی۔ میری طرف سے تحفہ ہو تیرے حضور۔ پس میں نے یہ سوچا کہ میں ساری جماعت کو اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں دعوت الی اللہ کے ذریعے وہاں اپنے آئندہ ہونیوالے بچوں کو ابھی سے وقف کر دیں اور یہ دعا مانگیں کہ اے خدا ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہونا ہی مقدر ہے تو ہماری بیٹی بھی تیرے حضور پیش ہے۔ ما فی بطنی۔ جو کچھ بھی میرے بطن میں ہے۔ مائیں یہ دعائیں کریں اور والدین بھی ابراہیمی دعائیں کریں کہ اے خدا انہیں اپنے لیے چن لے، اپنے لیے خاص کر لے تیرے ہو کے رہ جائیں اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان بچوں کی فوج ساری دنیا سے اسطرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہونی ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہم خدا کے حضور میں تحفہ پیش کر رہے ہوں اور اسکی شدید ضرورت ہے۔ آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا

ہے وہاں لڑکوں تربیت یافتہ خدام چاہیئیں جو محمد رسول اللہ اور
خدا کے خادم ہوں۔ واقفین زندگی چاہیئیں کثرت سے اور
ہر طبقہ زندگی سے واقفین چاہیئیں۔ ہر ملک سے واقفین زندگی
چاہیئیں۔ اس سے پہلے جب ہم تحریک کرتے اور بہت کوشش
کرتے رہے لیکن بالعموم بعض خاص طبقوں نے عمداً وقف زندگی سے اپنے
آپ کو مستثنیٰ سمجھا ہے اور عملاً جو واقفین سلسلہ کو ملتے رہے وہ
زندگی کے ہر طبقہ سے نہیں آئے۔ بعض بہت صاحب حیثیت لوگوں نے بھی
اپنے بچے پیش کئے لیکن بالعموم دنیا کی نظر میں جس طبقے کو بہت زیادہ
عزت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ درمیانے درجے کا طبقہ غریبانہ ہے
ایسی سے بچے پیش ہوتے رہے۔ اس طبقے سے ان واقفین زندگی کا آنا
ان واقفین زندگی کی عزت بڑھانے کا موجب ہے، عزت گرانے کا موجب نہیں
لیکن دوسرے طبقوں سے نہ آنا ان طبقوں کی عزت گرانے کا ضرور موجب
ہے۔ پس میں اس پہلو سے یہ مضمون بیان کر رہا ہوں۔ ہرگز کوئی یہ غلط
فہمی نہ سمجھے کہ نعوذ باللہ من ذالک جماعت محروم رہ جائیگی اور جماعت
کی عزت میں کمی آئیگی۔ اگر بظاہر ظاہری عزت والے لوگ اپنے بچے وقف
نہ کریں تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان خاندانوں کی عزتیں باقی نہیں
رہیں گی جو بظاہر دنیا میں معزز ہیں اور خدا کے نزدیک وہ خود اپنے
آپکو آئندہ ذلیل کرتے چلے جائیں گے۔ اگر خدا کے حضور انہوں نے اپنے
بچے پیش کرنے کا گر نہ سیکھا اور یہ سنت انبیاء ہے۔ انبیاء کے لوگوں سے
زیادہ معزز دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتے اور انہوں نے اس
عاجزی اور منتیں کرتے ہوئے اور اس طرح گریہ وزاری کیساتھ
دعائیں کرتے ہوئے وقف کئے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے ان کو
دیکھ کر۔ پس اگلی صدی کو شدید ضرورت ہے کہ جماعت کے ہر طبقے
سے لکھوکھا کی تعداد میں واقفین زندگی ہوں جو دراصل خدا کے حضور
تحفہ پیش کر رہے ہوں گے ...... اسلیئے جنکو بھی توفیق ہے وہ
اس تحفہ کیلئے بھی تیار ہو جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس نیت کی اور اس
نذر کی برکت سے بعض ایسے خاندان جن میں اولاد پیدا نہیں ہو رہی
اللہ تعالیٰ اس قربانی کی روح کو قبول فرماتے ہوئے ان کو بھی اولاد
دے دے۔ ....

فرمایا۔ "ایک تحفہ جو مستقبل کا تحفہ ہے وہ باقی رہ گیا
تھا۔ مجھے خدا نے یہ توجہ دلائی کہ میں آپ کو بتادوں کہ آئندہ دو سال کے
اندر، یہ عہد کرلیں، جسکو بھی جو اولاد نصیب ہوگی وہ خدا کے
حضور پیش کر دے گا اور اگر آج کچھ مائیں حاملہ ہیں تو وہ بھی
اس تحریک میں شامل ہو جائیں اور وہ بھی یہ عہد کرلیں لیکن ماں باپ
کو مل کر فیصلہ کرنا چاہیئے اور بچپن سے ہی ان کی اعلیٰ تربیت
شروع کر دیں۔"

سفر کے بارہ میں ضروری ہدایات

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مشنری انچارج امریکہ نے اپنے
خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ اپریل میں سفر کے بارہ میں اسلامی آداب کی وضاحت کی
آپ نے حال ہی میں ایک دو افسوسناک واقعات کا ذکر کیا کہ ایک دو احمدی
خاندانوں کا ہزاروں ڈالر کا قیمتی سامان نیویارک ایر پورٹ پر چرایا گیا۔

آپ نے بتایا ہر مومن کی جان اور مال بہت قیمتی ہے اور اس کی حفاظت
ضروری ہے۔ سفر انسانی زندگی کی ایک اہم ضرورت ہے اسلام نے سفر کو
محفوظ اور بابرکت بنانے اور کامیابی سے ممکنہ سفر کی مہم کو انجام دینے کے آداب
مقرر کئے ہیں۔ ہر احمدی کو ان آداب اور ہدایات کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔
سفر سے پہلے نیک نیت کرنا، دعا کرنا اور استغفار کرنا چاہیئے۔ روانگی
سے قبل صدقہ خواہ تھوڑی مقدار ہی کیوں نہ ہو، دینا چاہیئے۔ اس سے
رد بلا ہوتا ہے۔

اسلام سفر کے لئے ترغیب اور تحریص دلاتا ہے۔ ترقی کرنے
والی قومیں ضروری طور پر سفر کرتی ہیں۔ سفر سے معلومات اور تجربات حاصل
ہوتے ہیں۔ اہل اللہ کا یہ طریق تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ہدایت ہے کہ سفر میں دین کی نیت ہونی چاہیئے دوسرے کام ساتھ
ہو جاتے ہیں۔

۱۔ روانگی کے وقت اہل خانہ کے ساتھ مل کر دعا کرلینی چاہیئے۔
۲۔ روانگی سے پہلے حتی المقدور کوشش ہونی چاہیئے کہ اپنی جماعت
کے سربراہ کو اطلاع دی جائے
۳۔ جب کچھ افراد اکٹھے سفر کریں۔ ایک شخص کو دوران سفر امیر بنالیں
اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔
۴۔ حتی المقدور مناسب وقت اور بہتر وقت میں سفر کرنا چاہیئے
۵۔ سفر میں اپنی تمام اشیاء اور سامان کی پوری احتیاط سے نگرانی
رکھنی چاہیئے۔
۶۔ سفر کا مقصد پورا ہونے پر جلد واپسی کی کوشش کی جائے۔
۷۔ واپسی کی اطلاع اہل خانہ کو قبل از وقت دی جائے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسافر کی دعا
ایک ایسی دعا ہے جو قبولیت کا شرف رکھتی ہے۔ اس میں شک نہیں
ہر احمدی بہن بھائی کو سفر کے دوران دعاؤں اور ذکر الٰہی میں مصروف
رہنا چاہیئے تاکہ سفر خیر و برکت سے اختتام کو پہنچے اور سفر سے واپسی
خیر و برکت سے ہو۔ (آمین اللہم آمین)

اخبار و افکار

انسان ہونے کے باوجود جانوروں جیسی حرکات

"ایک مولوی صاحب اپنی جیب میں مرچیں لے کر گئے تھے"

برطانیہ میں ایک ذہین، مدبر اور معاملہ فہم پاکستانی ڈاکٹر زیڈ یو۔ خان کے ہفت روزہ "حرمت" اسلام آباد کے ڈپٹی ایڈیٹر جناب سحر صدیقی سے انٹرویو کا اقتباس:۔

سوال ۔۔ برطانیہ میں بعض غیر ذمہ دار عناصر کی افسوسناک سرگرمیوں کے نتیجہ میں اب یہ تاثر عام ہو گیا ہے کہ آئندہ مساجد کے علمائے کرام کی بھرتی مروجہ ضابطوں کے تحت ہو گی۔ آپ کی اس بارے میں کیا معلومات ہیں؟

جواب:۔۔ میرے خیال میں تو ایسی کوئی بات نہیں جہاں تک حکومت برطانیہ کا تعلق ہے۔ تو وہاں لوگ بلا روک ٹوک جا سکتے ہیں۔ بس ان کو یہ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ وہاں ان کی ضرورت ہے۔ لیکن گزشتہ آٹھ دس سال سے برطانیہ میں ہم یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ وہاں جو بعض مولوی حضرات جاتے ہیں۔ وہ واجبی تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ اور انگلش انہیں برائے نام آتی ہے جس سے بجائے انہیں فائدہ ہونے کے الٹا نقصان ہوتا ہے۔ آپ نے سنا ہو گا کہ اکثر مساجد میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم مسلسل یہ کوشش کر رہے تھے کہ جو حضرات امامت کے لئے وہاں جائیں وہ تجربہ کار ہوں اور انہیں اسلام پر عبور حاصل ہو۔ اور اس کے بعد اس کے ساتھ ساتھ اگر انہیں وہاں کی زبان بھی آتی ہو۔ تو وہ سونے پر سہاگہ والی بات ہے۔ صدر صاحب نے خصوصی توجہ دے کر غالباً کچھ پڑھے لکھے افراد کو وہاں بھجوایا تھا۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ بھارت میں مسلمانوں نے اپنا ایک ادارہ کھول لیا ہے۔ جہاں علماء کو تربیت دی جاتی ہے۔ لندن میں اس وقت تو حکومت کی سطح پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ لیکن بہت جلد ہی حکومت کی سطح پر یہ پابندی لگائے جانے کا امکان ہے۔ علماء کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مسلمانوں میں تفرقہ بازی کو فروغ دیں۔

سوال ۔۔ برطانیہ میں مساجد میں ہونے والے افسوسناک واقعات کی خبر یہاں عوام میں تشویش کا باعث بنتی ہیں، ان خبروں میں کس حد تک صداقت ہے کہ "ایک بار مسجد میں پولیس کو کتے لانے پڑے"

جواب:۔۔ جی بالکل یہ واقعہ میرے علم میں ہے۔ میں نے بھی صرف سنا ہے۔ میں خود وہاں موجود نہ تھا۔ یہ بھی سنا ہے کہ

.. ایک مولوی صاحب اپنی جیب میں مرچیں لے کر گئے تھے۔

انہیں پتہ تھا کہ وہاں ہنگامہ ہو رہا ہے اور وہ ہنگامے کی کارروائی میں پوری طرح شامل تھے۔ انہوں نے مخالفین کی آنکھوں میں مرچیں ڈال دیں جس پر ہنگامہ ہوا۔ پولیس کو امن و امان برقرار رکھنے کے لئے وہاں پہ آنا پڑا۔ ۔۔۔۔ پولیس وہاں اپنے کتوں کے ساتھ آگئی۔ ہمارے لئے یہ بہت شرم کی بات ہے۔ کہ امام صاحب نے کہا بھی کہ آپ ہماری مسجد میں کتے لے کر آگئے؟ تو انہوں نے انگریزی میں جواب دیا کہ یہ تو جانور ہے لیکن آپ انسان ہونے کے باوجود جانوروں جیسی حرکات کر رہے ہیں۔ اور اپنی مذہبی جگہ پر دنگا فساد کر رہے ہیں۔

(ہفت روزہ حرمت ۱۳ جنوری ۱۹۸۷ء)

"اخبار جہاں" سے ایک اقتباس

واشنگٹن میں مخالف لابی حکومت پاکستان سے یہ شرط بھی منوانا چاہتی ہے کہ احمدی طبقے کی مذہبی آزادی پر کوئی پابندی باقی نہیں رکھی جائے گی۔ احمدی تحریک کے مراکز تقریباً ساری مغربی دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اس تحریک کے پیروکار منظم ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں دولت مند ہیں اور بااثر بھی ہیں۔ ہمارے ملک میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے قانون کے نفاذ کے بعد بھی ان کے خلاف بعض شدت پسند طبقے جو رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں اس کے خطرناک مضمرات سے بے خبری ہمیں بہت ہی مہنگی پڑ سکتی ہے۔ آج وہ اپنے عقیدے پر عمل پیرائی کا حق منوانے کے لئے امریکہ کا سہارا لے رہے ہیں اور امریکی امداد کو اپنے منشاء کے مطابق مشروط کروانے کی کوشش کر رہے ہیں کل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا رویہ انہیں کسی ایسی طاقت کا آلۂ کار بننے پر مجبور کر دے کہ جو سرے سے پاکستان کے وجود کی ہی مخالف ہو احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ اپنی جگہ بالکل بجا و درست۔ اس پر اعتراض کی نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی اس پر تنقید کا یہ مناسب وقت ہے۔ مگر پاکستان کی سلامتی کے تقاضے یہ عرض کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی طرح پاکستانی شہریت رکھنے والے احمدیوں کو بھی عزت و آبرو کے ساتھ بلا خوف و خطر گزر بسر کرنے کا حق ملنا چاہیئے ان گزارشات سے کئی ماتھوں پہ شکنیں پڑ سکتی ہیں مگر ناراض ہونے والوں کو اس بہت اہم سوال پر بھی ٹھنڈے دل سے اور پوری ہوش مندی کے ساتھ توجہ دینی چاہیئے کہ اگر کسی اقلیت کو مسلسل ہراساں کیا جائے اور اسے خوف زدہ رکھا جائے تو یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

اگر ہم اپنے وطن عزیز میں نقضِ امن کی تعداد بڑھانا نہیں چاہتے اور تخریبی سرگرمیوں کو پھلتے پھولتے دیکھنا نہیں چاہتے تو پھر ہمارا یہ فرض ہو گا کہ پاکستانی شہریت رکھنے اور پاکستان سے وفاداری کا دم بھرنے والی تمام غیر مسلم اقلیتوں کو سکون و چین کے ساتھ زندہ رہنے کا حق دیں۔ اور اس حق کا احترام کریں۔ ورنہ ایسی سازشیں بآسانی پروان چڑھتی جائیں گی کہ جو باقی ماندہ پاکستان کی بنیادوں کو متزلزل کر دیں گی ۔۔ یہ انتہائی معروضات پیش کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ یہ حقیقت روز بروز عیاں ہوتی جا رہی ہے کہ پاکستان میں احمدیوں کی تعداد اس وقت بھی اچھی خاصی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان میں سے بیشتر نے اپنی جماعت کے سربراہ کی ہدایت کے مطابق یہ اعلان کر رکھا ہے کہ وہ احمدی نہیں ہیں وہ بہر حال باحیثیت ہیں حالات کا رخ بھرنے میں موثر کردار ادا کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں اور جاننے والے یہ بھی جانتے ہیں کہ ہماری جغرافیائی سرحدوں میں مزید کانٹ چھانٹ کی نیت سے بین الاقوامی منصوبے بنانے والوں کی امید بھری نظریں احمدیوں پہ لگی ہوئی ہیں۔ ہماری یہ بدترین سیاسی حماقت ہو گی اگر ہم نے انہیں کسی کا آلۂ کار بن جانے پر مجبور کر دیا۔

(اخبار جہاں صفحہ ۱۰ - ۴ مئی تا ۱۰ مئی ۱۹۸۷ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ اپریل ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گزشتہ پیر کے روز جسے دوشنبہ بھی کہا جاتا ہے اور سوموار بھی کہتے ہیں صبح ہی سے اللہ تعالیٰ نے مختلف خوشی کی خبریں دکھانی شروع کیں۔ خدا تعالیٰ نے چھوٹی بھی اور بڑی بھی خوشخبریاں دیں۔ مثلاً یوگوسلاویہ میں اگرچہ ایک لمبے عرصہ سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کامیاب دعوت الی اللہ ہوتی رہی ہے اور لوگ احمدی ہوئے ہیں لیکن وہ سب البانین قوم سے تعلق رکھنے والے تھے اور سربوکروشن جو وہاں کی بڑی قوم ہے اور جن میں بڑی شدت کے ساتھ عیسائیت پائی جاتی ہے یا اب رُوس کے اثر سے دہریت آگئی ہے اُن میں آج تک کوئی احمدی نہیں ہؤا تھا تو اس کا سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا کہ پیر کے روز صبح یہ خوشخبری ملی کہ وہاں کے ایک کیتھولک عیسائی نے جن کا پادریوں کے ساتھ تعلق تھا بیعت کر لی ہے اور چونکہ وہ اپنی قوم میں سے پہلے ہیں اور یہ ایک بہت بڑی اہم قوم ہے اس لئے یہ ایک تاریخی نوعیت کی خوشخبری ہے۔

دوسری اِس نوعیت کی خوشخبری آئس لینڈ سے ملی ہے۔ گلاسکو میں آئس لینڈ کے ایک طالب علم پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے انہوں نے یہاں آنے کے بعد تعلیم کے دَوران احمدیت کے نقطۂ نگاہ سے دینِ حق کا مطالعہ شروع کیا اور اُن کے دل پر اس کا رفتہ رفتہ اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے خط لکھا جو پیر کے ہی دن ہمیں ملا کہ مَیں نے خوب تحقیق کے بعد احمدی ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے اور مجھ سے فوری طور پر رابطہ کیا جائے چنانچہ وہ بھی بیعت کر کے جماعتِ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔

فرمایا: آئس لینڈ ڈنمارک کے سپرد تھا کہ وہ کوشش کریں کہ آئس لینڈ میں پہلا پَھل ملے لیکن باوجود کوشش کے ڈنمارک کے ذریعہ وہاں کوئی بیعت نہیں ہو سکی۔ یہ اللہ تعالیٰ خود اپنے فضلوں سے پھل بھیجتا ہے اور بعض دفعہ اِس کوشش میں کوئی دخل نظر نہیں آتا۔

تیسرے پیر ہی کے روز ہمارے بہت ہی اہم جدید پریس کا لندن میں افتتاح ہؤا ہے جس کا بڑی دیر سے مَیں جماعت سے وعدہ کر رہا ہوں اور جماعت نے اِس کے لئے مالی قربانی بھی دی ہے اس کے کمپیوٹر سیکشن کا پیر کے روز ہی افتتاح ہؤا ہے اور یہ خبر چھوٹی نہیں بلکہ اس کا بڑا وسیع اثر پڑے گا اِنشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن اس سے آگے اَور زیادہ وسیع اور خوشی کی خبر یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے نائیجیریا سے ایک ایسے چیف کی بیعت کی اطلاع ملی جو بڑی مخالف قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ انکے نیچے چالیس چیفس کام کرتے ہیں ان کے ذریعہ دو مزید چیفس نے بیعت کی ہے جن کے نیچے چالیس چالیس چیفس ہیں اور یہ بھی دوشنبہ کے دن اطلاع ملی۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا جو الہام ہے

"دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ"

وہ ہم پر تو آج ایک دفعہ پھر پورا ہو گیا اور یہی نہیں بلکہ مجھے اِس سے ایک اَور خیال آیا کہ ہم جو "FRIDAY THE TENTH" خدا تعالیٰ کی خبر کو خواہ مخواہ محض انذاری خبر بنائے ہوئے ہیں حالانکہ خدا کی طرف سے تو کوئی شرط نہیں تھی کہ یہ انذاری خبر ہے اور جو بار بار چمک دکھائی گئی ہے اس کو دونوں طرح سے سمجھا جا سکتا ہے۔ انذار کی بھی چمک ہوتی ہے اور خوشخبریوں کی بھی چمک ہوتی ہے۔ تو میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ بات گاڑ دی کہ جمعہ "FRIDAY THE TENTH" جو آنے والا ہے اس میں یا آئندہ کسی جمعہ میں ویسے ہی بہت بڑی خوشخبریاں دکھائی جانے والی ہیں۔

خیر! اِس انتظار میں اُسی دن سے مجھے کچھ امّید بندھی اور چونکہ جمعہ کا دن جمعرات کا سورج غروب ہونے پر شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ منگل کے روز ہانڈے یون میں ایک انگریز احمدی خاتون کے خاوند نے جو شدید مخالف تھے بھی بیعت کی ہے اور ایک اَور انگریز خاتون نے اپنے بچوں سمیت بیعت کی ہے۔

فرمایا: جمعرات کا سُورج غروب ہونے کے بعد ایک بہت بڑے مسلمان راہنما جن کا کروڑوں مسلمان احترام کرتے ہیں اور وہ کئی زبانوں کے ماہر ہیں اُن سے ملاقات ہوئی جن پر جماعت کا علم ہونے پر بہت اچھا اثر پڑا اور محبت کے واضح آثار اُن میں پیدا ہوئے اور انہوں نے کہا کہ مَیں اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں آنے کا موقع دیا۔ دوسرا بڑا معنی خیز فقرہ انہوں نے کہا جس سے مجھے امید ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک لمبے عرصے سے مَیں اسلام کا تاریخی مطالعہ کر رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اب تک۔ اور مَیں نے ہر طرف نظر دوڑائی اور خوب چھان پھٹک کی۔ خوب تلاش کی لیکن جس چیز کی مجھے تلاش تھی وہ مجھے ملی نہیں آج وہ مجھے مل گئی ہے۔ اس وقت مجھے یہ محسوس ہؤا کہ یہی وہ خوشخبری تھی جو خدا تعالیٰ نے پیر کے دن میرے دِل میں ڈالی کہ "FRIDAY THE TENTH" اور احمدیت کی ترقی کے لئے انشاءاللہ نئے نئے دروازے کھولے گا۔ تو جماعت کو مَیں خوشخبریوں میں اِس لئے شامل کر رہا ہوں کہ تکلیف دہ خبریں دیر سے آپ سُنتے ہیں تو دل دعاؤں کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن طمع کے ساتھ بھی تو دل دعاؤں کی طرف مائل ہوتا ہے، حمد و شکر سے دِل بھرتا ہے۔ تو اِس لئے ایسی خبریں بھی بتانی چاہئیں جن سے غمِ اغیار کا جھگڑا کٹ جائے اور دل حمد کی طرف بھی مائل ہوں اور حمد و ثناء کے ساتھ دعائیں اٹھیں اِس لئے دعائیں کریں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ خدا کی تقدیر بڑی تیزی سے جماعتِ احمدیہ کو اس عظیم عالمی انقلاب کی طرف لے کر جا رہی ہے جس کا لانا ہمارے قبضۂ قدرت میں نہیں ہے مگر خدا کی تقدیر کے قبضۂ قدرت میں ہے اور نئی صدی میں داخل ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ جماعت پر ترقیات کے عظیم الشان دروازے کھولنا چاہتا ہے اِس لئے آج حمد و ثنا کا جمعہ ہے۔ آج بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک مسلمان لیڈر سے ملاقات ہے اس کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بہتری کے سامان پیدا فرمائے۔